نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

قیمت سالیانہ بلا محصول عے قیمت سالیانہ معہ محصول لے

نمبر ۴۸ - جلد ۳ لودیانہ ۲ دسمبر ۱۸۷۵ء قیمت فی پرچہ ۶ پائی

اشتہار

منجانب

صاحبان ہل اور ہیتھ ایجنٹان تجارت بیرونی

مقام لنڈن نمبر ۳۲ چیپ سیڈ

واضح رہے کہ مسٹر سوٹر صاحب نے بمقام لنڈن نمبر ۳۲ چیپ سیڈ میں بڑی رونق اور کامیابی کے ساتھ کئی سال سے کاروبار تجارت مال برآمد جاری رکھا فی الحال صاحبان ہل اور ہیتھ اُن کے قائمقام ہو کر پادری صاحبان و دیگر صاحبان ہندوستانی و یورپین کی خدمت میں جنھیں لنڈن سے کچھ اسباب منگانے کی ضرورت ہو فرمایش کے لئے التماس کرتے ہیں - صاحبان ہل اور ہیتھ نے مدت سے اشیاء کی خرید و فروخت میں کامل تجربہ حاصل کیا ہی اور ہمیشہ عمدہ و نادر اشیاء کو حتی الامکان ارزاں قیمت پر بھیجنے میں سعی و کوشش کرتے رہے ہیں اور ہر قسم کا اسباب مثلاً کل و جیب گھڑی و زیورات و ادویات - آلات سواری یعنے بگھی وغیرہ ساخت لنڈن و دیگر ولایت کے اسباب حسب خواہش مشتری خرید کر بحفاظت تمام ہند کے مشتریان کی خدمت میں دیار و امصار میں بھیجتے ہیں جس سے کرایہ و دیگر اخراجات میں بڑی کفایت ہوتی ہی پادری صاحبان سے کچھ کمشن بھی نہیں لیتے ہیں مناسب ہی کہ جو صاحبان جدید جس قدر اسباب طلب فرماویں قیمت اُسکی ہمراہ اپنی درخواست کے بھیجدیں یا کسی ایجنٹ مقیم لنڈن کے نام ہنڈوی روانہ فرماویں جو بہنگام پیش کرنے فرد قیمت اسباب کے زر قیمت ادا کریں -

صاحبان ہل اور ہیتھ امریکن پادری صاحبان مقیم لودیانہ اور ارکاٹ اور ویلور اور بیروٹ اور قسطنطینیہ کے ایجنٹ ہیں - جو صاحب کچھ دریافت کرنا چاہیں صاحب مہتمم نور افشاں سے دریافت کر سکتے ہیں -

بقیہ - صبح کا بھولا شام کو لوٹتا

بختیار کا آڑھتی کی دُکان پر جانا اور بیوج جی کا شام کیوقت سرا میں آنا

مگر اپنے متعلقین یا قوم کے آدمیوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا - وزیر علی تیوری چڑھا کر بولا اے میاں ان باتوں کو چھوڑ یہہ ناقص خیال تیرے دلمیں کیوں جم رہے ہیں اب یہی سمجھ کہ تیری مصیبت کے دن گئے اور العمر لیسر کے فرمان کے مطابق خوشحالی کے دن پھرنے والے ہیں دیکھ کسی دن کو تجھے ایسا رتبہ ملا چاہتا ہی کہ تو پھر کبھی روزگار کی شکایت کا نام تک نہیں لیگا مگر ہاں جب تک یہہ عملداری قایم ہی تب تک تو بیکاری اور سراسر خواری ضرور اشرافوں کے لازم و ملزوم ہی اس راج میں اگر کچھ بن آئی ہی تو صرف اراذل قوموں کی اور فرنگیوں کو بھی اگر کسی کا آسایش یا آرام منظور ہی تو صرف اُنہیں کا اور اسی سبب سے اُنکا نام غریب پرور یا غریب نواز پڑگیا ہی حتی کہ عرضیوں میں بھی اُنکو ایسا ہی لکھا

جاتا ہے۔ کند ہمجنس باہمجنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز۔ بھلا اگر وقت کا بادشاہ کوئی اشراف ہوتا تو ماشاء اللہ ہم تم یوں ہی بیکار اور در در خوار پھرتے ضرور کسی نہ کسی اعلی رتبہ پر پہنچے ہوتے منصور بولا سچ ہے اب فرنگی بھی وہ نہیں رہے جیسے اوائل عملداری میں ہوا کرتے تھے اب انکے چال چلن اور مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ معلوم نہیں مرہٹوں کی لڑائی کے بعد پونا ستارا میں جو واردات گذری تھی آپ نے سنی ہے یا نہیں بھلا تب تو صرف ایک ایک انگریز اس مزاج اور طبیعت کا تھا جو جھٹ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اور اب دیکھو تو سب کے سب اسیکے ساتھ کے نظر آتے ہیں بلکہ ایک آدہ رتی زیادہ اب ایک اینٹ کا کیا حساب آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ اس اشارہ کو سنتے ہی بالاتفاق سب حاضرین کے منہہ سے نکلا کہ وہ کیا ماجرا تھا مہربانی کرکے جلد بیان کیجئے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ پوج جی معہ اپنے مصاحبوں کے بہلی سے اتر کر سیدھے انکی طرف چلے آتے ہیں سبھوں نے اٹھکر تعظیم دی پوج جی نے بیٹھتے ہی ہندوستانیوں کیطرف اشارہ کرکے بختیار سے پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں اور اسوقت کیا گفتگو در پیش تھی اسنے وزیر علی کیطرف ہاتھ کرکے عرض کی کہ یہہ صاحب شاہجہان آباد کے شریفوں میں سے ہیں اور بہت دنوں سے آپ کے اس شہر میں فروکش ہیں پنڈت جی صاحب بھی اپنے علم میں پورے اور اخلاق مجسم وزیر علی کی تلاش میں پیچھے سے آئے تھے اور ابو منصور صاحب حال میں تشریف لائے ہیں یہہ حضرت پہلے ایک پلٹن میں ہوا کرتے تھے حال میں یہہ تینوں صاحب ایک خاص غرض سے یہاں ٹکے ہوئے ہیں اتفاق سے ہماری انکی ملاقات ہو گئی تھی اور اب روز مرہ بتقاضائے حسن اخلاق میرے حال پر کرم فرماتے

رہتے ہیں۔ ابو منصور صاحب پونا ستارا کی کسی پلٹن کا تذکرہ جو ایک صاحب لوگ کی بد مزاجی اور ہندوستان کی راہ و رسم کی ناواقفی کا نتیجہ ہے شروع کرنے لگا تھا کہ آپ تشریف لے آئے۔ پوج جی بولے کیا اچھا اتفاق ہوا کہ مجھکو بھی اس تذکرہ کے سننے کا موقعہ ملا کوئی دنوں سے خبر تھی کہ آپ لوگ یہاں بیٹھکر عمدہ عمدہ مضامین کی گفتگو کیا کرتے ہیں اور میں بھی بہت چاہتا تھا کہ آپ کی باتیں سنوں مگر وقت نہیں ملتا تھا اب مہربانی کرکے ابو منصور صاحب اپنی گفتگو شروع کریں۔ یہہ ایماء پاتے ہی ابو منصور اپنی داستان یوں لے بیٹھا کہ مرہٹوں کی لڑائی ہو چکنے کے بعد ہندوستانی غیر آئین رسالونکی کچھہ روز بڑی قدر و منزلت ہونے لگی تھی سب صاحب لوگ سپاہیونکی جوانمردی اور کارکردگی کی داد دیتے تھے باوالوگ کہے بغیر انکو کارتے نہ تھے اور انکی خیر خواہی میں جان تک دریغ نہیں کرتے تھے سپاہ بھی انکی نہایت شکر گزار تھی رسالداروں سے لیکر نقارچی تک انہیں کی وفاداری کا دم بھرتے تھے اور کبھی ناراضگی کا کلمہ زبان پر نہیں لاتے تھے بلکہ ساری رجمنٹیں متفق اللفظ انگریزوں کی فتح و ظفر کی دعا کرتیں انکو یقین تھا کہ جب تک انکا اقبال یاور رہیگا تب تک ملک میں امن اور چین پرلے درجہ کی آسودگی اور دولت اور علم کی روز افزوں ترقی ہوتی رہیگی راجا خوش اور پرجا سکھہ کی نیند سوئیگی راجے اور نواب جو انکی پناہ میں آچکے ہیں بیوسواس چین اڑائینگے خدانخواستہ اگر کوئی اور اس اختیار والا بادشاہ انکا سرکوب ہوتا تو کب ممکن تھا کہ انکو بدستور ٹکے ٹکانے رہنے دیتا مگر افسوس کہ یہہ صورت بہت دنوں تک قائم نہ رہ سکی کیونکہ یکایکی ایک نیا برگیڈیر جنرل پونا کے برگیڈ پر مقرر ہو کے ولایت

سے تشریف لایا بہادر تو فی الحقیقت پورا تھا اور فوجی انتظاموں میں بھی یکتہ چنانچہ غریب غربا کا حامی اور بہادر و نکا بڑا قدر شناس تھا مگر ہندوستان کی راہ و رسم سے ایسا ناواقف جیسا شیر خوار بچہ اگر کسی دن تیوہار پر کوئی افسر یا سوار ڈالی لیکر آتا تو کبھی دل کھولکر نہ ملتا بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں اڑا ڈالی واپس کرتا اور بھلے مانسونکو آزردہ کرکے رخصت کرتا اس سبب سے سپاہی لوگ باوجود اسکی بیشمار خوبیونکے اکثر اس سے ناراض رہتے تھے ایک طرفہ اتفاق یہہ ہوا کہ رسالہ کے سوار چتنے اور فوجیں اس برگیڈ میں تھیں باستثناء برگیڈ میجر سب کے کمان افسر اسکے متعلقین میں سے تھے کوئی بھتیجا کوئی بھانجا کوئی سالا اور کوئی داماد اور خوبی یہہ تھی کہ انہیں اپنے لوگوں سے اسکا زیادہ تر کھلا ملا رہا کرتا تھا الا برگیڈ میجر سے جو کمپو بھر میں وہی غیر تھا برابر کشیدہ مزاجی چلی جاتی تھی اس کشیدگی کی بڑی وجہ یہہ سنی گئی تھی کہ اس عہدہ پر بھی وہ کسی اپنے اور وہ کو ہی مقرر کرایا چاہتے تھے مگر صاحب کمانڈر انچیف یعنے جنگی لاٹ نے انکے خلاف منشاء اپنی مرضی کا ایک فرنگی تجویز کرکے بھیجدیا اب اسکو نکال تو سکتے نہ تھے مگر بات بات میں الجھے رہتے اور علے ہذا القیاس میجر صاحب بھی انسے بھتار ہتا چنانچہ فوج کے بارہ میں جو نئی تجویز یا آئین جرنیل صاحب نکالتے میجر صاحب ضرور اسمیں نکتہ چینی کرتے اور جب میجر صاحب کوئی چھوٹی موٹی تجویز پیش کرتا تو جرنیل صاحب خواہ مخواہ نامنظور فرماتے بہت دنوں تک یہہ کشمکش بدستور جاری رہی۔

باقی ہفتہ آئندہ



پرنس آف ویلز کے آنے پر ہندوستانیوں کے خیالات

جبکہ اس ملک کے کل اخبار کیا دیسی اور کیا انگریزی آج کل بڑی سرگرمی اور شد و مد کے ساتھ اپنے شہزادہ ولی عہد کی آمد آمد اور اُسکے سیر و سیاحت کے بارہ میں کچھ کچھ لکھ رہے ہیں بلکہ ایک دو تو سر تا پا اسی معاملہ کیواسطے جاری ہوئے ہیں جو علاوہ مضامین سیر و سیاحت ہر موقعہ اور ہر محل کی دلچسپ تصاویر بھی دیا کرینگے تو ایسے مبارک وقت میں نور افشاں جیسا پرچہ جو پنجاب بھر میں یہی ایک عیسوی پرچہ ہے اپنا چپ چپ رہنا خلاف ملکی اور حق وفاداری سے بعید سمجھتا ہے اور اپنے بولنے کے لئے مضمون مندرجہ عنوان پسند کر رہا ہے۔ اور یہی واجب کیونکہ ہندو اور مسلمان دونوں کے سامنے کھڑے ہوکر اُنکے اصلی خیالات کا ظاہر کرنا سوا اُنکے کسی دوسرے کے لئے آسان نہیں ہے یہہ کہنا تو فضول ہوگا کہ ہندو لوگ بادشاہ اور بادشاہی خاندان کی محبت سے محض ناواقف ہیں در حالیکہ اُن کے سارے پُران ہند کے قدیم راجاؤں اور جنگوں کی کہانیوں سے بھرپور ہیں جنکا سننا اُنکے دلوں میں ایک جوش پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور پھر جب اُنکو مسلمان بادشاہوں کے مقابلہ میں راجپوتانہ کے نامی و باری راجاؤں کی مردانہ مہموں کا تذکرہ سن سنا کر وجد اور رقت کی حالت میں دیکھا جاتا ہے تو کون انکار کرسکتا ہے کہ پچھلے بادشاہوں کی الفت اُنکے بال بال میں نہیں سمائی ہوئی۔ مسلمان تو پھر یہہ صفت اپنے میں اور زیادہ بڑھکر رکھتے ہیں بارھویں صدی کے آخر سے لیکر اٹھارھویں صدی کے اوایل تک کے بادشاہوں کے نام سے سالیانہ عیدین اور ہفتہ وار جمعہ کے خطبے برابر اپنی مساجد اور عیدگاہوں میں پڑھتے رہے اور اب بھی اکثر اُنہیں سے اپنے پچھلے امیر المومنینوں کے نام لیکر رقص وجد و بکا سے کم حالت نہیں دکھلاتے۔ مگر فی زمانا بادشاہ وقت یعنے سلطنت انگریزی کی نسبت جو غیر مذہب اور غیر ملک کا ہے اور جسکے نام سے ابتدا میں یہہ ملک لیا گیا اور اب خاص اُسکے تحت میں ہے ان لوگوں کا کیا خیال ہے یا یوں کہو کہ شہزادہ ولی عہد کی قدوم میمنت لزوم کو جو حضرت ملکہ معظمہ کے بعد جانشین ہونے والے ہیں عام ہندو اور مسلمان کیا سمجھتے ہیں یہہ ایک سوال ہے جسکا جواب سر دست نور افشاں اپنے ذمہ لیتا ہے۔ یہہ تذکرہ تو کم و بیش تفصیل کے ساتھ سب اخباروں میں پایا جاتا ہے اور پایا جائیگا کہ اس مبارک تشریف آوری کے استقبال با جلو کے لئے ہندوستان کے سیکڑوں راجے اور نواب جموں سے لیکر حیدرآباد اور راجستان سے کلکتہ تک کے حضور عالی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل کے بلانے سے بمبئی مدراس اور کلکتہ وغیرہ مقامات میں حاضر ہونگے اور ہوتے جاتے ہیں اور اکثر دہلی کے بھاری دربار اور لاہور اور لکھنؤ کے موقعوں پر بھی شہزادہ عالم کے جمال سے مشرف ہونگے اور اپنی وفاداری کو بڑے تجمل اور شان سے ظاہر کرینگے سو یہہ ناچیز پرچہ اس معاملہ میں اپنی فضولگی چنداں ضرورت نہیں دیکھتا مگر ہاں اس اظہار سے خاموش نہیں رہ سکتا کہ آیا اس ملک کے عام لوگ شہزادہ کے یہاں آنے پر اپنی سچی اور بے غرضانہ خوشی ظاہر کرینگے یا یوں ہی ظاہرداری دکھا چھوڑینگے کیونکہ ناراض تو وہ کسی صورت نہیں ہو سکتے البتہ اس صورت میں ضرور ہوتے اگر شاہزادہ دہلی کو فتح اور تکریم کے جلسے کے لئے اُن سے بھی کچھ چندہ وصول کیا جاتا سو ایسا نہیں ہوا حکام انگریزی نے دانشمندی کی کہ اس صرف کا انتظام اور اہتمام صرف اپنے پر لیا اور اگر غیر سے لیا تو محض ملک کے رئیسوں اور امیروں نے جنکو ایسے موقعوں پر سیکڑوں بلکہ ہزاروں روپیہ کا خرچ دینا چنداں گراں نہیں معلوم دیتا۔ اب ہم قیافہ کے رو سے ہر فریق کے خیالات جو شہزادہ کی آمد پر اُنکے دلوں میں پیدا ہو رہے بڑے اختصار کے ساتھ قلمبند کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یقین دلاتے ہیں کہ یہہ ہمارا قیاس غالباً منصف مزاج آدمیوں کے نزدیک کبھی غلط نہیں ٹھہریگا۔ زمینداروں کا خیال اُنکے آپس کے تذکروں سے یہہ پایا جاتا ہے کہ شہزادہ صاحب ملکہ معظمہ کا بڑا بیٹا اور ہندوستان وغیرہ ممالک کا مقرر ولیعہد ہمارے ملک میں آیا ہے دیکھیں ہم غریبوں کا بھی کچھ بنتا ہے یا اور لاٹ اور بڑے بڑے انگریزوں کی طرح صرف رئیسوں اور بابوؤں سے نذر نیاز لیکر اور اُنہیں کو خلعت وغیرہ دیکر اپنے گھر کو چلدیگا جو تب جانیں جب اُسکے آنے اور پھر جانے سے ہم غریبوں کو بھی کچھ فائدہ ملے ورنہ لشکر کی رسد رسانی اور گڈے وغیرہ پکڑے جانیکی تکلیف جیسے اور موقعوں پر ہوا کرتی ہے ویسے اُسکے آنے سے بھی تھوڑے روز ہو رہیگی۔ تجارت پیشہ یقین کئے ہوئے ہیں کہ اس آمد سے ہمارے بیوپار کو تو کچھ مدد نہیں ہوگی کیونکہ فی زمانا اس ملک کی ساخت کی کوئی شے بھی ایسی نہیں جو انگلستان میں کمیاب ہونیکے سبب شہزادہ صاحب یا اُنکے ہمراہی امیروں کی خریداری کے قابل ٹھہر سکے اور اُسکے عوض میں نقد روپیہ ہمارے ہاتھ آوے بلکہ تجارت کی عمدہ سے عمدہ اشیا اکثر اُنہیں کے یہاں سے آکر بکتی ہیں اور بہلا نفع اُنکا انہیں کے تاجر لوگ اٹھاتے ہیں۔ شہزادہ صاحب کی تشریف آوری سے ہم لوگ کسی ظاہر فایدہ کی اُمید نہیں رکھ سکتے البتہ چھوٹے درجہ کے تاجر جو بعض خاص مقامات میں رہتے ہیں انکی اُمیدیں بیشک بڑی ہیں اگر اُنہیں سے کچھ کچھ اسباب جو بعض خاص

جگہہ کے نام سے مشہور ہی دہلی اور لاہور وغیرہ کے جلسوں کے لیے اکٹھا کر رہے ہیں۔ آٹا لون بیچنے والوں کی تو کچھ پوچھو ہی نہ وہ بہر صورت مزہ میں رہینگے اور صراف وغیرہ بھی جنہوں نے کوڑیوں سے لیکر اشرفیوں تک کا نرخ ابھی سے بڑہانا شروع کر دیا ہی۔ حرفت پیشوں کا بھی قریباً یہی حال ہی اور اگر کچھ امنگ ہی تو بارود ساز اور تیلیوں کو جنکی طرح طرح کی آتشبازی اور روشنی کی بیحد ضرورت کے سبب ہر مقام پر برابر پرسش ہی۔ مزدوری پیشوں کی اُمیدیں بھی کچھ کم نہیں جنکے کام کی ترقی اکثر کثرت ہجوم مخلوقات پر منحصر ہوا کرتی ہی۔ رہگئے ملازمت پیشہ سو اُنمیں سے ادنے درجہ کے تو اپنے آپکو کسی گنتی میں نہیں سمجھتے اور نہ اُنکو کچھ اُمید ہی البتہ بڑے درجہ کے عہدہ دار اپنے استحقاق کے لحاظ سے شاہی رعائیتوں کے ملتجی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اگر ہمکو زیادہ عزت کے عہدے اور خطاب ملینگے تو یہہ تشریف آوری ہمارے لئے زیادہ تر مبارک ہوگی کیا عجب ہی کہ ہملوگوں کی ایک معقول جماعت شہزادہ کے دست مبارک سے بڑے بڑے منصبوں اور سی اس آئی اور کے سی اس آئی کے خطابوں سے مشرف ہووے۔

ہمنے قریباً ہر فرقہ کے خیالات کچھ کچھ ظاہر کر دیئے ہیں اب اُنکا اندازہ کرنے سے ہر کوئی نتیجہ نکال سکتا ہی کہ عام لوگوں کی خوشی اپنی اپنی غرض سے وابستہ ہی پس اِس صورت میں اصلی خوشی اور بیریا وفاداری معلوم۔ اصلی خوشی اور بیریا وفاداری بھی ہی اور بیشک ہی مگر اُن لوگوں کے دلوں میں جو حضرت ملکہ معظمہ اور اُنکے عالیخاندان کے رعایا پروری خیالات کی واقفیت رکھتے ہیں اور انگریزی سلطنت کے دلکش قوانین کا مقابلہ پچھلے بادشاہوں کی کارروائیوں سے سچائی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ ورنہ اور لوگوں کو عموماً شہزادہ اور شاہی خاندان کے ساتھ ویسی ہی محبت ہی جیسی ایک مفتوح قوم کو اپنے فاتح کے ساتھ ہوا کرتی ہی۔ عام لوگوں کے خیالوں کی پوری دریافت اور اُنکا تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ایک سرسری کام نہیں ہی اور نہ ایک ارٹیکل میں اُنکی گنجایش ہی اسواسطے ایک خیال اور لکھکر اس ارٹیکل کو ختم کرتے ہیں کہ انگریزی عدالت کے کسی محکمہ کے حکم پر آج تک کسی فریق مقدمہ کو کلی اطمینان نہیں ہوا وجہ یہہ کہ اپیل در اپیل ولایت تک نوبت پہنچتی ہی اور وہاں بھی نظر ثانی بلکہ ثالث اور رابعہ کا صیغہ جاری رہتا ہی کمشنر کا حکم اگر فنانشل نے بحال رکھا تو لفٹنٹ گورنر نے بدلدیا اور لفٹنٹ گورنر کا گورنر جنرل نے اور اسیطرح اُسکا سکریٹری آف سٹیٹ نے مگر اب مختلف مقامات کے سپاس ناموں کے جواب میں جو دلنواز وعدے ہمارے ولیعہد صاحب فرماتے ہیں اور فرماوینگے اُنکی نسبت لوگوں کا ایسا خیال نہیں ہی اور ہونا بھی نہیں چاہیئے کیونکہ ملکی کاموں میں اُنسے بڑھکر اور کون ہوگا۔

مشتریان اخبار

ہمنے چند اخباروں میں اُنکے مشتریان کی نادہندگی کا حال پڑھا جو واقعی درست ہی خیر اُن اخباروں کی قیمت جنتے بیچی پڑھکر ہی بعض خریدار خریداری کی درخواست کر تو بیٹھتے ہونگے لیکن سال کے بعد جب قیمت دینی پڑتی ہوگی تو خیال کرتے ہونگے اور کہتے ہونگے کہ ہائے اتنا روپیہ کاغذوں کے عوض چپ ہو رہتے ہیں اسیطرح کئی کئی سال اُنکے ذمہ چھٹ جاتے ہیں اخبار والے اس خیال میں رہتے ہیں کہ ہمارا روپیہ کہاں جاتا ہی آج نہیں تو کل لینگے بڑا خیال یہہ ہوتا ہی کہ الضاعف کے حساب سے لیا جاویگا یوں نہیں دینگے اخبار میں نام شایع کرینگے بدنام کرینگے پھر بھی نہ دیا تو عدالت کا دروازہ کشادہ ہی معہ خرچہ عدالت کے لیا جاویگا۔

اگر دے لے لوٹ ہیں تو ہم بھی بگل اُوچھڑ ہیں دیکھیں کہاں تک چپ رہتے ہیں یہہ ساری باتیں ناقدری اخبارات ہند اور عدم توجہی اہالیان ہند پر کافی شاہد ہیں دیکھیں وہ زمانہ کب آتا ہی کہ پیشگی قیمت بھیجکر اخبار کی درخواست کیجاوے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جن ممالک میں اخبار کو اخبار سمجھتے ہیں اور اُسکا شوق رکھتے ہیں وہاں کے اخباروں میں کبھی بھی کسی مشتری اخبار کی نادہندگی کا حال نہیں ملتے اور یہاں تو یہہ حال ہی کہ غریب تو غریب اکثر امیر نواب راجے مہاراجے کئی کئی سال بعد بلکہ شکایت پر شکایت چھپتی جاوے تب قیمت دیتے ہیں۔ یہہ اُنکا قصور نہیں اہلکاروں کی چالاکی اور خیرخواہ میں داخل ہی۔

اخبار جلوہ طور میں ایک ادھ کالم مہاراجہ صاحب جودھپور کی شکایت در باب عدم ادائی قیمت جسکی تعداد نوسو روپیہ ہی شایع ہوتا ہی مگر وہاں خبر بھی نہیں اسیطرح نواب غلام محمد خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ پر قیمت اخبار جلوہ طور کی بابت صاحب اخبار نے نالش کرنے کا فقرہ چھپا ہی ایسے ایسے صاحبان نام کے واسطے اخبار لیتے ہیں مگر قیمت دینے کا کچھ خیال نہیں کرتے اس نام آوری کی بدولت بدنام ہوتے ہیں تب قیمت اخبار دیتے ہیں۔

ہم بھلے بچے کہ ہم نے قیمت نورافشاں کی ایسی رکھی کہ کسی صاحب امیر غریب کو دیتے وقت گراں نہیں گذرتی ورنہ زیادہ قیمت رکھنے پر ہمکو بھی یہہ جھگڑا خریدنا پڑتا اور زر دادن و در دسر خریدن کا سا معاملہ پیش آتا۔

ہمارے اخبار کے صاحبان مشتریان نیک خصال کی ایسی عادت ہی کہ اخبار میں ذکر تو علیحدہ بات ہی کبھی خط کے

مجھے تک کی بھی نوبت آنے نہیں دیتے فوراً وقت بے وقت بھیجدیتے ہیں مگر یہہ سب صاحبان مشتریان کا حال نہیں ہے کہ پہلے قیمت ادا کردیں للا یہہ ضرور ہے کہ ہمارے اخبار کی قیمت کوئی صاحب رکھنے والا نہیں ہے۔

پس یہہ ہی دلیل کافی ہے کہ ہم اخبار نورافشاں کی قدر دانی خریداروں سے کرتے ہیں اور مدد دینے میں ہمیشہ ساعی ہیں اسواسطے ہم اُنکے شکرگذار ہیں کبھی شکایت کا نام زبان پر نہیں لاتے۔

اب چونکہ سال حال قریب الاختتام ہے اور صفائی حساب سابقہ وحال کی ہو رہی ہے اسواسطے اُن حضرات کی خدمت عالی میں التماس ہے کہ براہ مہربانی سب صاحبان مشتریان جنکے ذمہ سال حال کا بقایا ہے شروع دسمبر جد ۱۵ دسمبر تک مرحمت فرماویں اور نیز سال آئندہ کے واسطے پیشگی عنایت کریں تو ہم تو اپنے قرض سے ادا ہوئے۔ اب جو کچھ رہا صاحبان مشتریان کے ذمہ فقط

بقیہ اہل اسلام کے اعتراضونکے جواب میں

جواب خداوند عیسیٰ مسیح اسواسطے دنیا میں آیا کہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ہمیشہ کی زندگی پاوے اور جو کوئی اُس پر ایمان نہ لاوے اُسکے واسطے سزا کا حکم ہے۔ جیساکہ خدا کے حکم سے نوح نے کشتی کو بنایا اُن کے واسطے جو اُس میں داخل ہوویں نہ اُن کے واسطے جو انکار کریں۔ بیشک یہودیوں نے مسیح سے ٹھوکر کھائی اور عذاب کے مستحق ہوئے جیسے لوقا کی انجیل دوسرا باب ۳۴ آیت میں درج ہے یعنے مسیح اسرائیل میں بہتوں کے گرنے اور اُٹھنے کے لئے رکھا ہے۔

تیرھواں اعتراض اگر کفارہ موافق مرضی خدا کے ہوتا تو علامات رحمت ظاہر ہوتیں حالانکہ چاروں انجیل سے ثابت ہے کہ بعد سولی کے اسطرح کی علامات قہر خدا کا ظاہر ہوئیں کہ کبھی نہ ہوئی ہونگی۔ مثلاً جہان میں اندھیرا ہو جانا اور مُردوں کا قبروں سے نکلنا۔ زمین کا کانپنا ہیکل کا پردہ پھٹ جانا۔

جواب علامات جو وقوع میں آئیں غضب اور رحمت دونوں پر دلالت کرتی ہیں۔ نہ صرف علامات قہر خدا ظاہر ہوئیں۔ جیساکہ معترض کہتے ہیں چنانچہ تاریکی اور زلزلہ دونوں نشان غضب الٰہی کے ہیں اس سبب کہ اُنہوں نے ایسا سخت گناہ کیا کہ مسیح کو صلیب دیا۔ مگر مُردوں کا زندہ ہونا اور پردے کا پھٹ جانا دونوں نشان رحمت کے ہیں۔ پہلا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہم مُردے مسیح کے وسیلے زندہ ہوتے ہیں۔ دوسرا اس پر دال ہے کہ وہ پردہ جو درمیان خدا اور انسان کے تھا پھٹ گیا۔ یعنے وہ رستہ جو خدا کی طرف جاتا ہے کھل گیا۔

چودھواں اعتراض جبکہ باقرار مسیحیان حضرت عیسیٰ جز خدا کے ہیں اور یہہ تو ظاہر ہے کہ صلیب پر کھینچنے والا انسان تھا۔ پس اس سے غلبہ مخلوق کا خالق پر پایا جاتا ہے

جواب مسیحی ہرگز اس بات کے مقر نہیں کہ عیسیٰ خدا کی جز ہے۔ بلکہ اُس کے حکم کے موافق اُسکو اور خدا کو ایک جانتے ہیں جیسا یوحنا کی انجیل باب ۱۰ آیت ۳۰ میں درج ہے کہ میں اور باپ ایک ہیں اور اُس کی انسانیت کو بھی مانتے ہیں چنانچہ یوحنا کے ۵ باب ۲۷ آیت میں ہے کہ وہ انسان کا بیٹا ہے۔ غرض کہ اُسکی الوہیت اور عبودیت دونوں کا قائل ہیں۔ اور اُنہوں نے اسکی الوہیت کو صلیب نہیں دیا کہ غلبہ مخلوق کا خالق پر پایا جاتا۔ مگر اُس کی عبودیت کو ضرور صلیب دیا سو یہہ امر بھی اُنکی مرضی سے وقوع میں آیا ورنہ انکا کیا اختیار تھا چنانچہ یوحنا کے ۱۰ باب ۱۷ و ۱۸ آیت میں مسیح نے فرمایا ہے کہ میرا اختیار ہے جان دینا اور پھر لینا۔

پندرھواں اعتراض اگر کفارہ کو مان لیں تو لازم آتا ہے کہ کسی بخشش کرانے والے کی حاجت نہ رہے حالانکہ کتاب اعمال میں موجود ہیں کہ حواریین بخشش دیتے تھے اور مسیح حواریین کو فرماتے تھے کہ جسکو تم بخشوگے وہ بخشا جائیگا۔

جواب یہہ بات سچ نہیں کہ حواریوں نے خود کسی کے گناہ بخشے اور یہہ جو مسیح نے اُنہیں فرمایا کہ جس کو تم بخشوگے وہ بخشا جائیگا اسکے یہہ معنے ہیں کہ میں آسمان پر جاکر روح قدس تم پر بھیجدونگا۔ اور وہ تمکو سب کچھ سکھلائیگی اور اُن شرطوں کے بتلانے اور بیان کرنے پر جن سے نجات حاصل ہوگی تم کو اختیار دیگا جو دل سے سنیگا اور ایمان لائیگا وہ نجات پائیگا۔ جیسے ایلچی کو اختیار دیا جاتا ہے کہ دوسرے بادشاہ کے پاس جاوے اور بیان کرے کہ اس شرط پر ہمارا بادشاہ آپ سے صلح کریگا اور جب وہ شرط اُس بادشاہ نے قبول کرلی تو بیشک وہ ایلچی کہیگا کہ بس اب صلح ہوگئی۔ اسیطرح حواریوں کو اختیار اور طاقت دی گئی ہے کہ گنہگاروں کو بتائیں اور سمجھائیں کہ خدا کس شرط پر بخشیگا اور جس وقت اُس شرط کو وہ منظور اور قبول کرلیں تو بیشک حواری کہیں کہ تمہارے گناہ بخشے گئے۔ پھر حواری مسیحی کلیسیا کے سردار تھے اور اُنکو اختیار تھا کہ چاہے ممبروں کو قبول کریں چاہے رد کریں اسواسطے ہم کہہ سکتے ہیں کہ گناہ کا بخشنا نہ بخشنا اُسی کے اختیار میں ہے۔ اگرچہ فی الحقیقت خدا گناہوں کو بخش سکتا ہے۔

باقی آیندہ

مراسلات

خط

مرتب صاحب صاحب نورافشاں سلامت بعد ادائے آداب عرض یہہ ہی مہربانی فرماکر تحریر ذیل کو زیب اخبار فرماویں سناہی کہ سید منصور علی صاحب واعظ محمدی بمقابلہ دین عیسوی کے نے چند کتابیں بجواب تصنیف پادری عماد الدین صاحب و مولوی صفدر علی صاحب وغیرہ کے تصنیف کی ہیں زبانی ایک مولوی صاحب کے معلوم ہوا کہ سید مذکور نے نیاز نامہ کے جواب میں جو کتاب لکھی تھی اُسمیں قسم کھائی ہی کہ یہہ کتاب چھہ دن میں تیار کئی ہی اور اگر اسکے جواب میں مولوی صفدر علی صاحب دوسری کتاب لکھہ دیں تو میں تین سو روپیہ دونگا میں کہتا ہوں کہ سید صاحب کیوں ایسی غفلت کی نیند میں ہیں یا اُنکی رائے میں یہہ بات سماگئی ہی کہ ہم چو من دیگرے نیست۔ بانفس عیسایوں پر جہالت کا خیال کرتے ہونگے لیکن سید صاحب نے یہہ نہیں سنا کہ ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔ میں کہتا ہوں کہ یہہ دعوی فضول ہی لیکن اکثر لوگ جو لئیق ہیں وے ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں دست اندازی نہیں کرتے ہیں صرف اپنے خداوند کے حکم کے بموجب انجیل سناتے ہیں نہ کہ بعض لوگونکی مانند اخبار یا اشتہار کے ذریعہ سے اپنے کو مشہور کریں اور نہ وے نام وری کے خواہان ہیں الغرض کہ سید صاحب جب اپنی کتاب کے جواب کے واسطے تین سو روپیہ دیتے ہیں تو قرآن کے جواب کے واسطے ہزارہا روپیہ دینا مناسب ہی کہ سید صاحب بہت نہیں تو ایک روپیہ فی آیت مقرر کریں تو سو آیات ہموار کی مجھہ کمترین سے لیا کریں اور ہندوی سو روپیہ کی ارسال کیا کریں مشت نمونہ خروار نو روپیہ کا حق دار ہم اس پرچہ میں ہوئے اور وہ آیات ذیل میں درج کئی جاتی ہیں۔

العبد غلام محی الدین خان مشن بریلی

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَعْطِنِیْ رِزْقًا مُّطَھَّرًا فِی الدُّنْیَا بِغَیْرِ حِسَابٍ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا جَنَّتَ الْمَاْوٰی فِی الْاٰخِرَۃِ مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا اَدْخِلْنِیْ فِی الدَّارِ السَّلَامِ وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفَّارُ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا احْفَظْ لَنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لِیْ فَلَیْسَ لَنَا مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ وَانْصُرْنَا عَلَی الْکُفَّارِ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا ارْحَمْ عَلَیْنَا وَذُرِّیَّاتِنَا وَاحْفَظْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ رَبَّنَا فَاسْتَجِبْ دُعَائِیْ لِلْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ زَمَانِنَا وَاکْشِفْ قُلُوْبَھُمْ بِالْحَقِّ وَاِنْ لَّمْ تَکْشِفْ قُلُوْبَھُمْ فَاَنْزِلْ عَلَیْھِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا دُعَائُنَا فِی الْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ رَبَّنَا یَصُدُّوْنَ عِبَادَ اللّٰہِ عَنْ سَبِیْلِ الْحَقِّ وَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ عَنِ الْعِبَادِ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ عَلٰی ھٰذِہِ الرُّھْبَانِ وَالْاَحْبَارِ ؂

اخبارات مُلکی و ولایتی

ایران ایک انگریزی اخبار سے معلوم ہوا کہ شاہ ایران نے جابجا صندوق رکھہ واکر یہہ حکم مشتہر کیا ہی کہ جس کسیکو عرضی دینا منظور ہو وہ صندوق میں ڈالدے ان صندوقوں کا نام عدل و انصاف رکھا گیا ہی۔ اب معلوم ہوتا ہی کہ شاید اس انتظام سے رشوت کا بازار سرد ہو جاوے۔ اور فارس کی رعایا کو فایدہ پہنچے مگر والی ایران کو ذرا منتظمان ملک کی بھی خبرگیری کرنی چاہئے بعض اخبار والے کہتے ہیں کہ انسداد رشوت فارس محال ہی

روس جنرل کامہن صاحب کو بذریعہ تار برقی یہہ واضح ہوا کہ توقند کی ایک جماعت مسلح مقام کورین پر بدین غرض حملہ آور ہوئی کہ وہاں کے باشندوں کو ورغلا کر روس پر بغاوت کرائیں لیکن یہہ بات انکو حاصل نہ ہوئی۔ جو مجمع خاص پانچ ہزار آدمیوں کی جمیعت سے تھا اُسنے شکست فاش کھائی۔ آٹھہ سو آدمی کا گروہ جو علاوہ پانچ ہزار کے تھا بالکل نیست و نابود ہوگیا اور اُنکے بال بچے پہاڑوں میں چلے گئے۔

اب روسی فوج بسرداری جنرل گولوداٹ چیف توقند کو بعزم جنگ روانہ ہوئی ہی۔

ان حالات سے معلوم ہوتا ہی کہ توقندی ملکی معاملات میں کچھہ لیاقت نہیں رکھتے ہیں اور اپنے قول و فعل پر بھی قایم نہیں رہتے کیونکہ جب روس نے توقند پر قبضہ کیا تھا تو توقند والوں نے اطاعت کا اقرار کیا تھا اور امن وغیرہ کی قایم رکھنے کی بھی ذمہ داری کرلی تھی۔ اسی وعدہ پر شہنشاہ روس نے وعدہ دیدینے توقند کا کرلیا تھا اب روس والے توقند واپس نہیں دینگے اور



ضرور اپنی فوج وہاں رکھینگے کس واسطے کہ اب انکا اعتبار بالکل اُٹھ گیا۔

چین والوں نے ایک کمپنی واسطے ترقی تجارت و تعلیم و جاپو غیرہ کی قایم کی ہی۔

مصر خدیو مصر نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہزادہ صاحب ویلیس کی تواضع و تکریم کی۔

انگلستان میں دو کشتی جنکو قریب ایک ہزار برس گذرے ہیں غرق ہوگئی تھیں اب برآمد ہوئی ہیں۔

روم سے خبر آئی ہی کہ سفیر روس مقیم روم نے مکرر شاہ روم سے درباب محاصل و بدانتظامی وازردگی رعایا بہت شکایت کی بلکہ یہہ بھی کہا کہ جلدی ان امور میں اصلاح ہونی چاہیے۔

اگر والی روم نے اس شکایت پر بھی توجہ کی تو خیر نہیں۔ وہ مثل کہ پاپ کی ناؤ بھر کر ڈوبتی ہی ضرور شاہ روم پر صادق اویگی یعنے ظاہر ہی کہ محاصل میں بدانتظامی رعایا تنگ و دیگر بدعملی وغیرہ تو ہو ہی گئی ناؤ بھرنے کو ہی جب بھری تو ڈوبتے دیر نہیں۔

نہیں جی ڈوبے گی نہیں بلکہ تیر جاویگی کیونکہ یا تو گورنمنٹ انگلشیہ کے ہاتھ آئی یا گورنمنٹ روس کا قبضہ ہو اجب دونوں میں سے ایک کا قبضہ ہوگیا تو وہاں کی رعایا کے دن بھلے آئے اور بعضوں کا قول ہی کہ آسٹریلیا و پروشیہ وافرانس وغیرہ سب حقدار ہیں۔

ڈنمارک شہزادہ ڈنمارک اور اُنکی ملکہ انگلستان کو آتے ہیں دسمبر تک لنڈن میں رہکر معہ شہزادہ ویلس اور اُنکے لڑکوں کے واپس چلے جاوینگے تاکہ تیوہار کرسمس ڈی مقام کوپن ہاگن میں کریں۔

سفیر کابل امیر شیر علیخان صاحب والی کابل کا ارادہ ہی کہ وہ اپنا ایک سفیر قسطنطنیہ میں مقرر کریں مگر امیر کے وزیروں کی رائے انکی خلاف ہی وہ کہتے ہیں کہ ترکی میں سفیر مقرر کرنیکی کچھ حاجت نہیں ہی پس امیر صاحب کا ارادہ تو مستحکم ہی مگر وزیر مخالف ہیں۔ دیکھیں کیا ہوتا ہی۔

تھوڑے عرصہ سے وقایع کابل بند ہی اور بالکل کابل کی خبر ہندوستان میں نہیں پہنچتی۔ اخبار دہلی گزٹ انگریزی میں وہاں کا مفصل حال شایع ہوتا تھا لیکن اب اشرف الاخبار سے معلوم ہوا کہ اُنمیں بھی وقایع نہیں چھپتا معلوم نہیں کہ کیا اسرار ہی۔

جنگ روس کے سپاہیوں نے حدود پروشیہ پر بلاوجہ آمد و رفت شروع کی تھی اسوجہہ سے مقام قونیر باہم سخت لڑائی ہوئی جسمیں بہت سے آدمی طرفین کے زخمی ہوئے۔

شہزادہ صاحب ویلیس بہادر ۱۲ نومبر کو پرنس آف ویلیس صاحب کی تشریف آوری پر طرح طرح کی خوشیاں کلکتہ میں ہوئی۔

بمبی ۱۲ نومبر کو گورنر صاحب بمبی نے شہزادہ صاحب کی دعوت کی مکان دعوت روشنی و دیگر سامان سے ایسا آراستہ تھا کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں اور ہر یک جنگی جہاز سے لوٹتے وقت ہوایاں اور آتشبازی چھوڑی گئی۔

پونا ۱۳ نومبر کو پرنس صاحب معہ اپنی جلوس اور گورنر صاحب بمبی پونا میں شام کے وقت پہنچی تمام افسران کیا اعلے کیا ادنی سب نے استقبال کیا راستہ میں ہندوستانیوں کا بڑا ہجوم تھا۔

پرنس صاحب کا دورہ اس مقام سے نامعلوم ہی کیونکہ اضلاع جنوبی اور مدراس میں ہیضہ پھیلنے کی خبریں ایسی خطرناک ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی صلاح کے مطابق گرسوپا اور بے پور میں شکار کا قصد موقوف کیا گیا ہی۔ اب صرف اس امر کا طے ہونا باقی ہی کہ شہزادہ صاحب مدراس میں بھی رونق افروز ہونگے یا نہیں۔

امرتسر باوجود اسکے کہ موسم میں خنکی ہی تو بھی ہوا کی روش بلکہ سمیت ویسی کی ویسی ہی ہی یعنے ہر ہفتہ بخار کے صدمہ سے دو سو جانوں کے قریب قریب عالم جاودانی کو سدہارتی ہیں۔

سوات معتبر خبر سے معلوم ہوا کہ اخوند سوات صاحب کے صاحبزادہ خورد میاں گل کی شادی ملک کاشغر میں ہوئی ہی مردمان افغان مبارکبادی کیواسطے علاقہ یوسفزی سے جوق جوق جاتے ہیں ایک طالب علم اخوند سوات کو سلام کرکے واپس علاقہ سرکار میں آتا تھا راستہ میں دو کس رہزنان نے مال اُسکا لوٹ لیا مستغیث کے شور و غل سے ملزمان گرفتار ہوگئے اور مجرم سرقہ بالجبر باجلاس ایڈیشنل کمشنر بہادر قسمت پشاور سے پانچ پانچ سال کی قید کے سزایاب ہوئے۔

جھنگ بیماری بخار نہایت زور سے پھیلی ہوئی ہی مگر جس قدر کہ اس کا زور ہی مہلک نہیں ہی ٹیکہ چیچک کا کام شروع ہوگیا ہی اور نہایت کوشش سے عمل میں آرہا ہی موضع سلطان پور واقع تھانہ جھنگ میں ایک باولی نے خانگی تکرار پر اپنے چچا کو ایک لکڑی ایسی ماری کہ جس سے وہ بعد ایک پہر کے مرگیا مجرم ماخوذ ہوکر بعد ثبوت جرم سپرد سشن کیا گیا۔

لاہور ہمارے کارسپانڈنٹ صاحب لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر جناب لارڈ بشپ صاحب کلکتہ پچھلے ہفتہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ تو اُنہوں نے ۴ نومبر بروز منگل شام کے سات بجے رنگ محل یعنے مشن کول میں ایک لکچر انگریزی زبان میں دیا۔ سبحان اللہ کیا لکچر تھا میں جب اُسوقت کو یاد کرتا ہوں۔ تو بے اختیارانہ منہہ سے مولوی نظامی کا یہہ قول یا شعر نکلتا ہی۔ تو آوردی از لطف گوہر بہا۔ بگوہر فروشان تو دادی کلید۔ مضمون لکچر یہہ تھا۔ کہ انسان کو ہر ایک بات میں خواہ دینی ہو۔ خواہ دنیوی پکا ارادہ کرنا چاہئے۔ اور اس کو اس فصاحت و بلاغت سے بیان کیا۔ کہ سننے والے گویا محو ہو گئے تھے۔ اور باوجودیکہ یہہ لکچر قریب ڈیرھ گھنٹہ تک رہا۔ پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ کسی شخص کو ناوقت گراں نہیں معلوم ہوا۔ شروع لکچر میں صاحب موصوف نے بیان کیا کہ دنیا میں جو بڑے بڑے آدمی ہو گئے ہیں۔ اُنہیں بھی ایک بڑا تفوق تھا۔ کہ وہ ارادہ میں بڑے مضبوط تھے۔ اسکی نظر میں اُنہوں نے ڈیوک آف ولنگٹن کا کچھ حال سنایا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ مضبوط ارادہ اگر ہوشیاری کے ساتھ نہووے۔ تو تباہی و ہلاکت کا باعث ہوتا ہی۔ جیسا کہ نپولین بوناپارٹ شاہنشاہ فرانس سے ہر کہ و مہ آگاہ ہی۔ کہ گو وہ ارادہ کا پکا تھا۔ پر تاہم ہوشیار نہیں تھا آخر لکچر میں صاحب ممدوح مذہبی باتوں کیطرف رجوع لائے۔ اور کہا کہ ہندوستانی عالم شخصوں میں۔ ایک بڑا قصور ہی۔ کہ جس بات کو حق جانتے ہیں۔ اُس پر عمل کرنے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ اور یہہ وہی قصور ہی۔ کہ جس سے انسان نہ دین نہ دنیوی باتوں میں کامیاب ہو سکتا ہی۔ اور اس لکچر کی اُسوقت لوگوں پر ایسی تاثیر تھی۔ کہ متعصب سے متعصب آدمی بھی بے اختیارانہ اُنکی سلام کی داد دیتے تھے۔ گو مجھے پیچھے بعضوں سے ایسی باتیں سنیں۔ کہ لکن یہ وہ زبردار آگئیں۔ پر اُسوقت کسیکے منہہ میں زبان تھی۔ کہ شیرینی کلام اور تاثیر سخن سے انکار کرے۔ انصاف جو آدمی اسبات کو مانیگا۔ کہ کلام کی ایسی شیرین اور تاثیر خدا کے سچے پرستاروں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی جاتی ہم جب ایسے ایسے لکچروں کو سنتے ہیں۔ تو اُسوقت کے دیکھنے کو ترستے ہیں جب کو ہمارے ہندوستانی بھی ایسے ایسے آدمی نکلیں۔ جیسے کہ انگریزوں میں دیکھے جاتے ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ گزٹ

مورخہ ۲۵ نومبر ۱۸۷۵ع

اشخاص مفصلہ ذیل مینوپسپل کمیٹی کہنہ ضلع راولپنڈی کے ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ غلام قادر۔ میم راج صاحب خان بہادر منشی عبد الغنی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ مہتمم بندوبست جہلم سے اُسی حیثیت پر جھنگ کو تبدیل کئے گئے۔ منشی گوپال داس صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جو ڈیشل اسسٹنٹ ضلع گوجرانوالہ کے مقرر ہوئے۔ رلا مل مینوپسپل کمیٹی علاول پور ضلع جالندھر سے خارج کئے گئے۔ نہال چند مرحوم کی جگہہ مرزا فتح محمد صاحب مینوپسپل کمیٹی ۔۔۔ کے ممبر مقرر ہوئے ۱۶ نومبر کو مسٹر بے بردن صاحب ڈپٹی کنزرویٹو محکمہ جنگلات نے بمبئی میں وارد ہونے کی رپورٹ کرکے ۱۴ روز کی رخصت اپنے کام پر حاضر ہونے کے لئے حاصل کی۔ مسٹر ٹی ڈبل ایچ جان سٹون صاحب اسسٹنٹ کمشنر گورداس پور نے ۱۶ اکتوبر سے سات ماہ کی رخصت حاصل کی۔ مسٹر جی ناکس صاحب ڈپٹی کمشنر رہتک نے ۲۵ جنوری ۱۸۷۶ء سے دو سال کی رخصت حاصل کی۔ مسٹر ایچ ای پرکنس صاحب ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کے قایم مقام کمشنر مقرر ہوئے۔ راجہ رامپال صاحب کوٹلر کو اپنی جاگیر میں اختیارات تحصیلداری کے عطا ہوئے۔ مسٹر ای بی بیکاک صاحب اسسٹنٹ کمشنر دہلی سے گورگانوہ کو تبدیل کئے گئے۔ بجائے کپتان آرجی سینڈمین صاحب کے مسٹر سی ای گلیڈ سٹون صاحب اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ غازی خان میں قایم مقام ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے

لودیانہ

ہم بہت خوشی سے یہہ خوشخبری درج اخبار کرتے ہیں کہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۵ء کو منگل کے روز جناب پادری ایڈورڈ نیوٹن صاحب کی شادی عمل میں آئی۔ اس شادی کا انتظام نہایت عمدہ طور سے مہذبانہ رہا۔

جناب میجر گارڈن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لودیانہ اور اکثر صاحبان حکام یورپین بنگلہ گرجاگھر اندرون احاطہ جو پھول پھلواری سے آراستہ تھا تشریف لائے جنکی تشریف آوری سے جلسہ کو بہت رونق ہوئی۔ اور نیز جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مشن اسکول معہ ماسٹران و چند جماعت طلبہ کی آئے۔ اور تمام عیسائی جلسہ میں حاضر تھے اسیطرح لاہور سے جناب پادری صاحب موصوف کے والد صاحب و برادران و رشتہ داران وغیرہ تشریف لائے تھے۔ گیارہ بجے وقتکے رسومات شادی ادا ہوئیں اور سب نے خوشیاں منائیں۔ اسکے بعد سب صاحبان نے حاضری تناول فرمائی اور رخصت ہوئے۔

پھر جناب پادری صاحب ممدوح نے اس تقریب میں احاطہ کے تمام عیسائیوں میں مٹھائی تقسیم کی اور اُسوقت حسب دستور معہ میم صاحبہ کے بمقام کوٹھی ۔۔۔ جو لودیانہ سے قریب بیس کوس کے ہی تشریف لے گئے۔

اس سفر میں ٹیکہ لگانے والے بھی یہاں وارد ہوگئے بقیہ گردو نواح لودیانہ بچوں کے ٹیکہ لگانے میں ساعی ہوگئے اور صاحبان ممبران کمیٹی بھی اسطرف توجہ مبذول فرماوینگے +

مطبع امریکن مشن لودیانہ میں باہتمام پادری ویری صاحب کے چھپیا